ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

فَرُوغؔ فرخ زاد کی نظمیں اور پرتورو ہیلہؔ

FORUGH FARRUKH ZAAD'S POEMS & PARTAV ROHILA

*فوزیہ مقبول

پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی، لاہور

ABSTRACT

Forugh Farrukh Zad is a defiant Persian poetess. She made the dumb Islam women speak. Partav Rohila has translated selected poems from the verses of Forugh Farrukh Zad. The translation is both poetic & prosaic. Partav Rohila has maintained his standard in this translation. this research work has Rohila's method and standard of translation. There is not much difference between Persian language and Urdu language or at least the family difference of language does not hinder these two languages. The difficulties encountered in translating from English to Urdu language are not so difficult in translating from Persian language to Urdu language. Still, it is a difficult task to translate Persian poetry into Urdu language.

Keywords: *Forugh Farrukh Zad, Persian poetess, Partav Rohila, Rohila's method, Persian language, difficult task*

پرتوروہیلہؔ نے جہاں فارسی نثر سے اُردو زبان میں تراجم کیے وہاں انھوں نے فارسی نظم سے بھی اُردو زبان میں تراجم کیے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات دیکھی جا سکتی ہے کہ فارسی نثر یعنی غالبؒ کے فارسی مکتوبات اور غمگینؔ کے فارسی مکتوبات کے اُردو زبان میں تراجم پہلے کیے اور اس کے بعد انھوں نے فارسی شاعری کا اُردو زبان میں ترجَمہ کرنے کا فیصلہ کِیا۔ انھوں نے ایران کی مشہور شاعرہ فَرُوغؔ فرخ زاد کے فارسی کلام کا اُردو زبان میں ترجَمہ کِیا۔ یہ ترجَمہ زرنگار بک فاؤنڈیشن فیصل آباد سے ۲۰۱۶ءمیں شایع ہُوا۔ کتاب کا نام ''فَرُوغؔ فرخ زاد کی نظمیں'' ہے۔ پرتوروہیلہؔ نے فَرُوغؔ کے پانچ[۵] مجموعوں میں ہر مجموعے سے مختلف تعداد میں نظموں کا انتخاب کر کے ان کا ترجَمہ کِیا ہے۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کا پہلا مجموعہ ''اسیر'' سے نَو[۹] نظموں کا انتخاب و ترجَمہ کِیا ہے۔ نظموں کے عُنوان یہ ہیں: ''با کدام است''، ''اِین ستارہ ھا''، ''از دوست داشتن''، ''افسانۂ تلخ''، ''دیو شب''، ''عصیان''، ''اسیر''، ''در برابر خُدا'' اور ''وداع''۔ ''اسیر'' کے تِین[۳] ایڈیشن شایع ہُوئے۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کے دُوسرے شعری مجموعے ''دیوار'' سے بھی نَو[۹] نظموں کا انتخاب و ترجَمہ کِیا ہے۔ ان نظموں کے عُنوان یہ ہیں: ''آرزُو''، ''اعتراف''، ''موج''، ''ستیزہ''، ''گُم شُدہ''، ''اندوہ پرست''، ''ترس''، ''دُنیای سایہ ھا'' اور ''قصّہ ای دَر شب''۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کے تیسرے شعری مجموعے ''عصیان'' سے پرتوروہیلہؔ نے سات[۷] نظموں کا ترجَمہ کِیا ہے۔ ان نظموں کے عُنوان یہ ہیں: ''بعد ھا''، ''عظمت''، ''شعری برائے تُو''، ''بلور رویا''، ''گِرہ''، ''از راھی دُور'' اور ''جُنُون''۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کے چوتھے شعری مجموعے ''تولدی دیگر'' سے جن نَو[۹] نظموں کا انتخاب کِیا ہے اُن کے عُنوان ہیں: ''تولدی دیگر''، وھمِ سبز''، ''آیہ ھای زمینی''، ''دریافت''، ''تنہائی ماہ''، ''تُو آفتاب می شود''، ''عاشقانہ''، ''وصل'' اور ''مرداب''۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کا پانچواں شعری مجموعہ جو ان کی موت کے بعد شایع ہُوا وُہ '' ایمان بیاوریم بہ آغاز فصل سرد'' کے عُنوان سے ہے۔ اِس مجموعے سے پرتوروہیلہؔ نے چھے[۶] نظموں کا اُردو ترجَمہ کِیا ہے۔ نظموں کے عُنوان یہ ہیں: ''بوسہ''، ''ھر جائی''، ''شراب وخُون''، ''خاطرات''، ''گُم گشتہ'' اور ''شوق''۔

مُترجِم کے لیے بُنیادی پہلُو کسی بھی متن کا انتخاب ہوتا ہے۔ مُترجِم ہر متن کا ترجَمہ نہیں کرتا۔ ترجَمہ کرنے کے لیے وُہ جس متن کا انتخاب کرتا ہے اس کی کُچھ وُجُوہات ہوتی ہیں۔ پرتوروہیلہؔ نے فارسی شاعِروں میں سے فَرُوغؔ فرخ زاد کا انتخاب کِیا، اس کی وُجُوہات کا جائزہ لِیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ فَرُوغؔ فرخ زاد ایران کے علاوہ پاکستان میں بھی ایک مقبول شاعِرہ رہی ہے اور پاکستان کے بہُت قارِئین اس کی شاعری کو اُردو زبان میں مطالعَہ بھی کرنا چاہتے تھے۔ اس ضمن میں پرتوروہیلہؔ کی کتاب کے انتساب کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں ایک خاتُون کا ذکر ہے جو اکثر پرتوروہیلہؔ سے فَرُوغؔ فرخ زاد کی شاعری کا ترجَمہ شایع ہونے کے بارے میں دریافت کرتی رہتی۔ فَرُوغؔ فرخ زاد عورت کے جذبات اور احساسات کی بھرپُور نُمائندگی کرنے والی شاعرہ ہے۔ خواتین کے علاوہ مرد قارِئین میں بھی مقبول ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ فَرُوغؔ فرخ زاد کی شاعری رِوایت کے برعکس ہے اور رِوایت کو توڑنے اور اس سے ٹکراؤ کی شاعری ہے۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کی شاعری کے بارے میں پرتوروہیلہؔ کا خیال جاننے کے لیے اِس کتاب کا پیش لفظ دیکھتے ہیں:

> ''اس شاعری میں بھی بڑی خُوبیاں ہیں جو اَب وقت گُزرنے پر اس کے ناقِدِین کو نظر آنے لگی ہیں۔ گُزشتہ نسل کے بہُت سے ناقِدِین ادب جو آج اس کی محبت میں اس کی شاعری کے شَیدا نظر آتے ہیں وُہی لوگ ہیں جنھوں نے اس کی زندگی میں اس کی شاعری کو ''زِشت و صبیح، پست اَخلاق اور مریض ذہن کی پیداوار قرار دیا تھا اور ''پردہ ور''، ''بے ملاحَظہ''، تندور'' جیسے الفاظ سے یاد کِیا تھا''۔[۱]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

ایران میں فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کو اس لیے رَد کیا گیا کہ یہ شاعری طویل عرصے سے حبس میں قید عورت کے جذبات کا بہاؤ ہے۔ فرُوغ فرخ زاد نے عورت اور اس کے جذبات کو شفّاف اور بغیر کسی آمیزش کے پیش کر دیا ہے۔ جب بھی کوئی شاعر رِوایت سے ٹکراتا ہے تو عام قاری کے لیے اس کی شاعری قبُول کرنے میں وقت صَرف ہوتا ہے۔ یہی بات فرُوغ فرخ زاد کی شاعری پر صادِق آتی ہے۔ اس کی شاعری میں موجود بے باکی کو قبُول کرنا دُشوار تھا اِس لیے وقت گُزرنے کے ساتھ ساتھ ہی اس کی شاعری نے قبُولِ عام کا درجہ حاصِل کیا اور آج اس کی شاعری کو وُہ مقام مِلا کہ اسے اُردُو زبان میں بھی ڈھالنے کی نوبت آئی ہے۔

پر تو روہیلؔہ کے سامنے ایک وجہ تو یہ تھی کہ وُہ فرُوغ فرخ زاد کو رِوایت شِکن شاعرہ کے طور پر دیکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ وُہ فرُوغ فرخ زاد کی شاعری میں موجود حُسنِ اظہار اور فَنی لوازمات کو بھی اُردُو ادب کے قارِئین تک پہُنچانا چاہتے ہیں وُہ سمجھتے ہیں فرُوغ فرخ زاد کی شاعری ایسا شاہکار ہے جس کا مطالعَہ اُردُو زبان کے قاری کو بھی کرنا چاہیے۔ فرُوغ فرخ زاد کی شاعری ایران میں اپنے طرزِ اظہار اور موضوعات دونوں میں منفرد ہے یہی وجہ ہے کہ پر تو روہیلؔہ نے فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کو اُردُو زبان میں ڈھالنے کے لیے منتخب کیا۔ وُہ پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

> ”زیرِ نظر شاعری اکثر دِینی و دُنیاوی رِوایت سے مُبرّا ایک عورت کی فطرت کے اظہارات کا ایسا شفّاف و بے لاگ تبصِرہ ہے جو ہِند و پاک کے ادب ہی کے لیے ہی نہیں، ممکن ہے ادیبوں کے لیے بھی حیران کُن ہو۔ مظاہرِ فطرت کی گُل کاری کے ساتھ عورت کی اصؒل فطرت کے دَبائے گئے یا دَبے ہُوئے رازوں کا ایسا شفّاف اور بے باک اظہار شبہ قارّہ ہِند و پاک میں کبھی نہیں ہُوا ہو گا“۔[۲]

متن کے انتخاب کے بعد مُترجِم کے لیے مصنف کی شخصیت اس کے حالات اور اس کے دَور کے تہذیب و ثقافت سے واقفیت کا مرحلہ ہوتا ہے۔ پر تو روہیلؔہ نے فرُوغ فرخ زاد پر موجود تمام مواد کا مطالعَہ بھی کیا اور اسے کتاب میں شامل بھی کیا ہے۔ اس کتاب کی مدد سے قاری فرُوغ فرخ زاد کی شخصیت حالاتِ زندگی اور اس کے محسوسات سے آشنائی حاصل کر سکتا ہے۔ اگرچہ یہ ساری معلومات مختصر ہیں پھر بھی قاری کے ذہنی پس منظر کو واضح کرنے میں مُمِدّ و مُعاوِن ثابت ہوتی ہیں۔ اُردُو زبان میں فرُوغ فرخ زاد کے بارے بہُت کَم لکھا گیا اسی لیے پر تو روہیلؔہ نے کتاب میں تحریروں کا نہ صِرف حوالہ درج کیا بل کہ ان تحریروں میں سے اہم نکات کو بھی بیان کیا ہے۔ فرُوغ فرخ زاد پر اُردُو زبان میں لکھنے والوں میں انور مسعودؔ اور ن۔م راشد بھی شامل ہیں۔ اُردُو زبان کے علاوہ فارسی زبان میں بھی فرُوغ فرخ زاد کی بے باکی کے باعث اسے نظر انداز کیا گیا اگرچہ تب اس کی شخصیت اور شاعری پر کتابیں لکھی گئیں جب وُہ دُنیا میں نہ رہی، پر تو روہیلؔہ نے اِن تمام کتابوں کا حوالہ بھی دیا ہے تاکہ قاری فرُوغ فرخ زاد کے بارے مزید مطالعَہ کرنا چاہے تو با آسانی کر لے۔ اس ضمن میں پر تو روہیلؔہ نے محمد عُبید علی کی کتاب ”آسمان روشن شہر“ کا حوالہ دیا ہے۔ پر تو روہیلؔہ نے خُود فرُوغ فرخ زاد کی شاعری پر کوئی دیباچہ تحریر نہیں کیا جس میں وُہ فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کی خُصُوصیات کو قارِئین پر واضح کرتے، ایسا کرنا ضُرور چاہیے تھا مگر پر تو روہیلؔہ نے پیش لفظ میں اس معذوری کی وجہ بیان کر دی کہ فرُوغ فرخ زاد کے بارے میں اُردُو زبان میں نہایت کَم مواد دست یاب ہے جو فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کے تمام پہلوؤں کو پیش کرنے سے قاصِر ہے۔

پر تو روہیلؔہ نے فرُوغ فرخ زاد کے حالاتِ زندگی کو ”زندگی نامہِ فرُوغ فرخ زاد“ کے عُنوان کے تحت بیان کیا ہے تاکہ قاری کو فرُوغ فرخ زاد کی مختصر زندگی کے تمام پہلوؤں سے آگہی ہو جائے۔ پر تو روہیلؔہ کے بیان کردہ حالاتِ زندگی اور فرُوغ فرخ زاد کے اعزازات کو مختصراً یہاں بیان کیا جاتا ہے تاکہ فرُوغ فرخ زاد کا تعارُف ہو سکے۔

”فرُوغ فرخ زاد ۵ جنوری ۱۹۳۵ء میں تہران میں پیدا ہوئی۔ اس کے والد محمّد فرخ زاد فوج میں کرنل اور والدہ ایک سادہ لَوح اور گھریلو خاتُون تھیں۔ بچپن میں اسے کہانیاں سُننے کا بہُت شوق تھا اور اس نے تیرہ چودہ برس کی عُمر میں ہی بہُت غزلیات لِکھیں مگر وُہ کبھی شایع نہ ہو سکیں۔ پرائمری تک تعلیم دبستانِ خسرو خاور سے حاصِل کی۔ اس کے بعد خواتین کے ہُنر آموزی و دست کاری کے ادارے میں داخلہ لیا۔ مصوّری کی باقاعدہ تعلیم بھجتِ صدّر اور علی اصغر تیگر کی زیرِ نگرانی حاصِل کی۔ والدہ ماجدہ کی خالہ کے نواسے سے شادی ہُوئی، جو اس سے پندرہ سال بڑا تھا۔ اس کا ایک ہی بیٹا ہُوا جس کا نام ”کامیار“ رکھا گیا۔ فرُوغ فرخ زاد ایرانی شاعر فریدون للی کو اپنا اُستاد مانتی تھیں۔ فریدون مشیری کی شاعری کو بے حد پسند کرتی غیر مُلکی شُعرا میں شارلؔ بودلیر محبوب شاعر تھا۔ فرُوغ فرخ زاد نے خُودکُشی کی کوشش بھی کی۔ ایک تھیٹر اداکارہ بھی رہی۔ وُہ ایک موٹر حادثے میں ۱۳ فروری ۱۹۶۷ء کو اس دنیا سے مُنہ موڑ گئی۔ فرُوغ فرخ زاد نے اسٹیج ڈرامہ ”شش شخصیت دَر جستجوئے نوپسندہ“ جو لوئی پر اندلو نے لکھا، میں اداکاری بھی کی۔ اس نے ڈاکیو منٹری فلم ”خانہِ سیاہ است“ کے عُنوان سے بَنائی جو ایرانی عورت کے حالات پر بَنائی گئی اس ڈاکیومینٹری کو انٹر نیشل ڈاکیو منٹری فلمز فیئر میں بہترین ڈاکیومینٹری قرار دیا گیا۔ اس نے ابراھیم گلستاں کی ہدایت کاری میں ایک تھیٹر ڈرامہ بعنوان ”خشت و آئینہ“ میں بھی اداکاری کی۔ ۱۹۶۷ء میں سوئیڈن، انگلستان اور فرانس میں فرُوغ فرخ زاد کے کلام کی طباعت ہُوئی۔ پر تو روہیلہ نے فرُوغ فرخ زاد کے کلام کی تفہیم کے لیے اس کی شاعری کے علاوہ ایرانی ادب کے مشاہیر کی آراء کو بھی پڑھا۔ چار آراء کو انھوں نے اپنی کتاب ”فرُوغ فرخ زاد کی نظمیں“ میں شامل بھی کیا۔ یہاں ایک رائے سے فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کے مزاج کو سمجھا جا سکتا ہے۔

> ”فرُوغ تن تنہا قرنوں کی خاموش ایرانی عورت کی زبانِ گویا ہے۔[۳]“

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

پرتورہیلہ نے فُرُوغؔ فرخ زاد کی نظموں کے دو ۲ طرح کے تَراجِم کیے، کچھ نظموں کا منظوم ترجَمہ کیاہے اور کچھ کا نثری تَرجَمہ۔ انھوں نے دونوں میں سے ترجمے کے لیے جو نظمیں منتخب کی ان کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پہلے مجموعے "اسیر" میں پہلی تین ۳ نظموں کا منظوم تَرجَمہ اور باقی چھے ۶ نظموں کا نثری تَرجَمہ کیاہے۔ دُوسرے مجموعے "دیوار" میں بھی پرتورہیلہ نے پہلی تین ۳ نظموں کا منظوم تَرجَمہ کیا اور باقی چھے ۶ نظموں کا نثری تَرجَمہ کیاہے۔ تیسرے مجموعے "عصیان" میں پہلی، دُوسری، چھٹی اور ساتویں نظموں کا تَرجَمہ منظوم جب کہ تیسری، چوتھی اور پانچویں نظم کا تَرجَمہ نثری ہے۔ چوتھے مجموعے میں سے منتخب نظموں میں سے چھٹی اور ساتوِیں نظم کا منظوم تَرجَمہ اور باقی سات ۷ نظموں کا تَرجَمہ نثری ہے۔ پانچویں اور آخِری شعری مجموعے سے چھے ۶ نظموں میں تمام نظموں کا منظوم تَرجَمہ کیاہے۔ یُوں اٹھارہ ۱۸ نظموں کا تَرجَمہ منظوم اور بائیس ۲۲ نظموں کا نثری تَرجَمہ ہے۔

پرتورہیلہ نے منظوم تَراجِم ان نظموں کے کیے جو پابند نظمیں ہیں آزاد نظموں کا تَرجَمہ پرتورہیلہ نے منثور کیاہے۔ ایک مُتَرجِم کے لیے ضُروری بات معنی کی ترسیل ہوتی ہے اس کے لیے وُہ منظوم یا منثور کسی بھی قسم کے ترجمے کا فیصلہ کر سکتاہے۔ منظوم تَرجَمہ تقریبًا ناممکن ہوتاہے وجہ یہ ہے کہ متن کا یا نظم کا تَرجَمہ جس زبان میں کیاجاتاہے اس کی ہیئت اور بحر کو اُسی زبان میں برقرار رکھنا ناممکن ہے اس لیے ہیئت اور بحر کا چُناؤ مُتَرجِم اپنی سُہُولت کے مطابق کرتاہے وُہ مصرعوں اور الفاظ میں بھی حذف واضافہ کرتاہے۔ اس کا متن سے مکمّل وفاداری کا عہد پامال ہو جاتاہے کہ ایک تخلیق کی بازیافت اسی انداز اور اُسلُوب میں کرنا جس میں شاعر نے نظم پارہ تخلیق کیاہو نہایت مشکل بل کہ ناممکن کام ہے۔ سو مُتَرجِم خُود کو کسی حد تک آزادی دیتاہے تاکہ وُہ تَرجَمہ کر سکے اور اپنے عہد کے قارِئین اور اپنی تہذیب کے فن پاروں کو ان کی زبان میں ان تک پہُنچا سکے۔ پرتورہیلہ کے سامنے یہ بات سب سے اہم ہے کہ فُرُوغؔ فرخ زاد کی وُہ نظمیں جو شاعری، اُسلُوب اور طرزِ اظہار کی نمائندہ نظمیں قرار دی جاسکتی ہیں انھیں اُردُو ادب کے قارِئین کے ذوق کی تشفی کے لیے پیش کر سکیں، اس میں وُہ سَو فی صد کامیاب نہ بھی ہوں، تاہم وُہ اس شاہکار ادب کو اُردُو ادب میں منتقل کرنا چاہتے ہیں اور نثری و منظوم دونوں تَراجِم کو اختیار کرتے ہیں۔

فارسی زبان اور اُردُو زبان میں بہُت زیادہ فرق نہیں ہے یا کَم از کَم اِن دونوں زبانوں میں زبان کا خاندانی فرق حائل نہیں۔ انگریزی زبان سے اُردُو زبان میں تَرجَمہ کرنے میں جو مُشکلات دَرپیش ہوتی ہیں فارسی زبان سے اُردُو زبان میں منتقل کرنے میں اُتنی دُشواریاں نہیں ہوتیں۔ پھر بھی فارسی نظم یا شاعِری کو اُردُو زبان میں منظوم تَراجِم کی شکل دینا دُشوار گُزار کام ہے۔ پرتورہیلہ نے اسی دُشوار کام کو سرانجام دیا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ منظوم تَرجَمہ کرنے کے لیے مُتَرجِم کا شاعر ہونا بھی ضُروری ہے اس سے کَم از کَم وزن اور بحر کے مُعاملات تو حل ہو جاتے ہیں۔ تخلیق کی سطح کا تَرجَمہ خواب وخیال ہی ہے کہ مُتَرجِم جتنی بھی نَقّالی کرئے یا تخلیق کے تصوّر کو خُود پر جتنا بھی حاوی کرے پھر بھی وُہ اس تجرِبے سے نہیں گُزر سکتا جس سے شاعر یا مُصنف گُزرتا ہے۔

پرتورہیلہ نے جو بھی تَراجِم کیے ان کو ہر لحاظ سے مکمّل تَرجَمہ قرار نہیں دیا جاسکتا تاہم انھوں نے ترجمے کا حق ادا کرنے کی کوشش ضُرور کی ہے۔ منظوم تَراجِم کے حوالے سے ان کے تَراجِم سے مثالیں دیکھ کر ترجمے کے مِعیار کو پرکھا جاسکتاہے۔ ان کے تَراجِم اور فُرُوغؔ فرخ زاد کے کلام سے چند مِثالیں دیکھتے ہیں:

از پیش من برو کہ دل آزارم

ناپایدار وسست وگنہ کارم

در کنج سینہ یک دل دیوانہ

در کنج دل ہزار ہوس دارم [۴]

تَرجَمہ:

تُو مجھے چھوڑ کے چلا ہی جا کہیں

مَیں گنہگار بھی، دل آزار بھی ہُوں

میرے سینے میں دل ہے دیوانہ

اِس میں اُٹھتے ہوس کے طُوفاں ہیں [۵]

نظم ”باکدام است؟“ سے ایک حصہ:

خواب خواب خواب

او غنودہ است

رویِ ماسہ ھایِ گرم

زیرِ نور تند آفتاب[6]

اِس نظم کا اُردُو زبان میں ترجمے کا عُنوان ہے ” وُہ کِس کے ساتھ ہے؟“

یہ خواب ہے یہ خواب ہے

مخمور ہے وُہ نیند سے

گرم گرم ریت پر

تیز چلچلاتی دُھوپ میں[7]

نظم ”آرزُو“ جس کا اُردُو زبان میں ترجمے کا عُنوان بھی ”آرزُو“ ہے، سے ایک ٹکڑا ملاحَظہ فرمایئے:

کاش چون پر تو خورشید بھار

سحر از پنجرہ می تابیدم

از پس پردہ لرزان حریر

رنگ چشمان ترا میدیدم[8]

ترجَمہ:

کاش مَیں صورتِ خُورشیدِ بہار

ترے دَروازے پہ چمکا کرتی

اوٹ سے ریشمیں پردوں کی، ترا

رَنگ آنکھوں کا مَیں دیکھا کرتی[9]

اِن نظم پاروں کا ترجَمہ دیکھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پرتو رہیلہ نے نظم کا ترجَمہ کرتے ہُوئے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ خیال کو لفظوں کے پیرائے میں بیان کرتے ہُوئے اصل مفہوم اور شاعر کا منشا بیان ہو۔ آخری مثال میں نسوانی طرزِ اظہار واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ پرتو رہیلہ نے ایک عورت کے اظہار کو کامیابی سے اُردُو زبان میں منتقل کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ پرتو رہیلہ نے دو ہے بھی لکھے ہیں جن میں نسائی طرزِ اظہار ہوتا ہے۔ پرتو رہیلہ نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ ترجَمہ سطر بہ سطر ہو کوئی بھی لفظ ترجَمہ ہونے سے رہ نہ جائے۔ اگر کہیں پرتو رہیلہ نے کسی لفظ کو ترجَمہ میں مُنتقل نہیں کیا تو اس میں شاعرانہ ضُرورت کا عمل دخل ضُرور رہا ہو گا۔ ایسا بہُت کم ہُوا ہے۔

نظم ”باکدام است“ اُردُو زبان میں ترجمے کا عُنوان ” وُہ کِس کے ساتھ ہے؟“ سے ایک مثال دیکھیے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

از میان پلکھای نیمہ باز

خستہ دِل نگاہ می کنم:

کاش با ھمین سُکوت و با ھمین صفا

در میان بازوان من

خاک می شدی

با ھمیں سُکوت و با ھمین صفا_____

در میان بازوان من

زیرِ سایبانِ گیسوان من

لحظہ ای کہ می مکد تورا

سر زمین تشنہ ی تن جوانِ من

چوں لطیف بارشی

یا مہ نوازشی

کاش خاک می شدی_____

کاش خاک می شدی_____"[10]

تَرجَمَہ:

اپنی نیم باز آنکھ سے

مَیں شِکستہ دِل یہ سوچتی ہُوں اب

مَیں اس سُکوت میں، ساتھ اس خُلُوص کے

کاش میرے بازوؤں کے درمیاں

میرے پیار کی گرِفت میں

میرے گیسُوؤں کے سائے میں

اُس گھڑی کہ جب مِرا جوان وِتشنہ بدن

تھا جذب کر رَہا تھا، تُجھے

پیار کی لطیف بارشوں کے درمیاں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

چاندنی میں پیار کی

ہو جاتا تُو فَنا____ہو جاتا تُو فَنا"

نظم "آفتاب می شود" جس کا اُردُو زبان میں عُنوان ہے "تُو آفتاب بَن کے چھا گیا ہے" سے ایک مثال ملاحَظہ فرمایئے:

تمام ھستیم خراب می شود

شرارہ ای مرا بہ کام میکشد

مرا بہ اوج میبرد

نگاہ کن

تمام آسمانِ من

پر از شھاب می شود"[۱۲]

تَرجَمَہ:

تمام زندگی مِری تباہ ہو کے رہ گئی

مگر شرارِ آرزُو مجھے اُٹھائے اپنے دوش پر

لیے چلا ہے اَوج پر

بلندیوں کے جال کی طرف عظیم رفعتوں کی موج پر

یہ دیکھ تو کہ میرا آسمان کیسا جگمگا اُٹھا ہے

نُور نُور ہو گیا"[۱۳]

اِس مثال کو دیکھنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ شاعرانہ ضُرُورت کو مد نظر رکھتے ہُوئے منظوم ترجمے میں حذف و اضافہ بھی کیا جاتا ہے تاکہ معنی کی ترسیل بھرپُور طریق پر ہو سکے۔اسی حوالے سے ایک اور مثال دیکھی جاسکتی ہے جو نظم "آفتاب می شود" کے آخر سے ہے:

نگاہ کن کہ موم شب براہ ما

چگونہ قطرہ قطرہ آب می شود

صراحی سیاہ دیدگان من

بہ لای لای گرم تو

لبالب از شراب خواب میشود

بہ روی گاھوارہ ھای شعر من

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

نگاہ کن

تو میدمی و آفتاب میشود[۱۴]

ترجمہ:

ذرا یہ دیکھ تو کہ شمعِ شب

پگھل کے بہہ رہی ہے کس طرح

مِری سیاہ آنکھوں کی صراحیاں

تِری گرم گرم لوریوں کے سحر سے

لبالب ہو گئی مَیں اب شرابِ خواب سے

نظر تو کر تُو میری کائناتِ عشق پر

مِرے جہانِ شعر پر

تُو آفتاب بن کے چھا گیا

تُو آفتاب بن کے چھا گیا[۱۵]

پرتو روہیلہ نے ایک مصرعے کا ترجمہ اس مثال میں دو بار کیا ہے یعنی ایک ہی مصرعے کو ترجمے میں دوہرایا ہے۔ بعض مقامات پر فارسی متن میں دو دفعہ کی گئی بات کو اُردو ترجمے میں ایک بار بیان کیا ہے۔ مثال دیکھیے:

چہ می شد خدایا_____

چہ می شد اگر ساحلی دور بودم

شبی با دو بازوی بگشودہ خود

ترا می ربودم_____ترا می ربودم[۱۶]

ترجمہ:

اے خدا کیا قیامت آجاتی

مَیں اگر اس وسیع فُرقت میں

اِن کھُلے بازوؤں میں بھر کے اُسے

ایک شب اپنے گھر اُٹھالاتی[۱۷]

پر تو روہیلہ نے فارسی تراکیب کو اُردُو زبان میں منتقل کرنے کی بجائے انھیں جُوں کا تُوں اُردُو زبان میں شامل کر دیا ہے اس سے تَرجَمہ متن کے قریب بھی رَہا اور تَرجَمہ ہو بھی گیا ہے۔ نظم "بوسہ" سے یہ مثال دیکھی جا سکتی ہے:

سایہ ئی روی سایہ ئی خم شد
در نھانگاہ راز پرور شب
نفسی روی گونہ یی لغزید
بوسہ یی شعلہ زد میان دو لب[۱۸]

تَرجَمہ:

جُھک گیا ایک سایہ سائے پر
راز پرور سیاہی شب میں
لہر چہرے پہ گرم سانسوں کی
اور لبوں پر بھڑک اُٹھے شعلے[۱۹]

منظوم ترجمے میں بعض مقامات پر متن کا مفہوم اور معنی کی ترسیل نہیں ہو پاتی، تَرجَمہ ابہام کا شکار ہو جاتا ہے۔ پر تو روہیلہ کے ترجمے میں بھی کہیں کہیں ایسے مقامات آئے ہیں جہاں اُردُو تَرجَمہ متن کے مفہوم کو مکمّل طور پر ادا کرنے میں ناکام رَہا ہے۔ اس حوالے سے نظم "خاطرات" سے ایک پارہ ملاحَظہ فرمایئے:

باز در خلوات من دست خیال
صورت شاد ترا نقش نمود
بر لبانت ھوس مستی ریخت
در نگاھت عطش طوفاں بود[۲۰]

تَرجَمہ:

بعد اُس کے خیال نے میرے
کیسے نقشے بَنا دیے تیرے
تیرے لب ہَوَس کو بُھلایا
اور آنکھوں ہَوَس کے طُوفاں کو[۲۱]

مجموعی حوالے سے دیکھا جائے تو منظوم ترجمے ایسے مُشکل کام کو پر تو روہیلہ نے کافی حد تک اچھّے انداز میں سر انجام دیا ہے۔ منظوم ترجمے میں جس مُشکل کا سامنا ہوتا ہے اس سے پر تو روہیلہ کافی حد تک نَبرد آزما ہُوئے انھوں نے سوائے چند مقامات کے باقی تمام مقامات پر ترجمے کا حق خُوب ادا کیا اور معنٰی کی ترسیل کے ساتھ ساتھ شعری حُسن کو بھی بر قرار رکھا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

پرتو رہیلہ نے منظوم تَراجِم میں بعض مصرعوں کا تَرجَمَہ مختلف کیا ہے حال آں کہ ان مِصرعوں میں تکرار یا تھوڑا سا فرق ہے تو ان کا تَرجَمَہ ایک جیسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ ''با کدام است'' نظم میں سے مثال لی جا سکتی ہے:

از میان پلکھای نیمہ باز

خستہ دل نگاہ می کند

جو یبار گیسوان خیس من [۲۲]

تَرجَمَہ:

اپنی نیم باز آنکھ کی

خرنیہ نگاہ سے

اک جو ئبار دیکھتا ہے وُہ [۲۳]

خستہ دِل نگاہ می کنم [۲۴]

تَرجَمَہ:

مَیں شکستہ دِل یہ دیکھتی ہُوں اب [۲۵]

آگے جا کے اوّل الذکر مصرعوں کا تَرجَمَہ یُوں کرتے ہیں:

از میان پلکھای نیمہ باز

خستہ دل نگاہ می کنم [۲۶]

تَرجَمَہ:

اپنی نیم باز آنکھ سے

مَیں شکستہ دِل یہ سوچتی ہُوں اب [۲۷]

پرتو رہیلہ نے منظوم ترجمے کے بر عکس کچھ نظموں کا نثری تَرجَمَہ بھی کیا جو سَطر دَر سَطر مِصرع بہ مِصرع ہے۔ نثری ترجمے سے کچھ مثالیں:

نظم ''تولدی دیگر'' جس کا عُنوان اُردو زبان میں ''دُوسرا جنم'' ہے۔

زندَگی شاید

ریسمانیست کہ مردی با آن خُود را از شاخہ میآویز

زندگی شاید طفلیست کہ از مدرسہ برمیگردد

زندگی شاید افروختن سیگاری باشد، در فاصلۂ رخوتناک دو ھمآغوشی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

یا نگاہ گیج رھگذری باشد

کہ کلاہ از سر بر میدارد

وبہ یک رھگذر دیگر بالبخندی بی معنی می گوید (صُبح بخیر)[28]

ترجَمہ:

زندَگی شاید

ایک طویل شاہرہ ہے جس پر ہر روز ایک عورت سودے کا تھیلا لیے

گُزرتی ہے

زندَگی شاید

ایک رَسی ہے کہ جس پر کوئی شخص کسی شاخ سے اپنے آپ کو لٹکا دیتا ہے

زندگی شاید وُہ بچّہ ہے جو مدرسے سے واپس آجاتا ہے

یا کسی راہرو کا گھبرا کر سڑک پار کرنا

جو سر سے ٹوپی اُٹھاتا ہے

اور کسی دُوسرے راہرو کو بے معنی مُسکراہٹ سے "صُبح بخیر" کہتا ہو[29]

نظم "گِرہ" جس کا اُردُو زبان میں بھی عُنوان "گِرہ" ہے۔ اس کا آغاز دیکھیے:

فردا اگر ز راہ نمی آمد

من تا ابد کَنار تو میماندم

من تا ابد ترانہ عشقم را

در آفتاب عشق تو میخواندم[30]

ترجَمہ:

اگر روزِ فردا نہ ہوتا

مَیں ہمیشہ ہمیشہ تیرے پہلو میں رہتی

اور اَبد تک اپنے عِشق کا نغمہ

تیرے عِشق کی دُھوپ میں گاتی رہتی[31]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

نظم "ترس" جس کا اُردو زبان میں عُنوان "خوف ہے" اس میں ترجمہ عُمدہ ہے لیکن نظم میں ایک ترکیب "تر دامان" کا اُردو زبان میں دو جگہوں پر مختلف ترجمہ ہے دونوں نظم پارے اور ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

بر ماچہ گذشت ؟ کس چہ میداند

در بستر سبزہ ھای تر دامان

گویی

کہ لبش بہ گردنم آویخت

الماس ھزار بوسہ سوزان [۳۲]

ترجمہ:

مُجھ پر کیا بیتی کِسی کو کیا معلوم

بد چلنی کے سبز بچھونے پر

گویا اس کے ہونٹوں نے میرے گلے میں

ہزار جلتے ہُوئے بوسوں والا ہیروں کا ہار ڈال دیا ہو [۳۳]

اب اِسی نظم کی اور سُطور کیسے ترجمہ کی ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

یاران ستارہ ریخت بر مویم

از شاخۂ تکدر خت خاموشی

در بستر سبزہ ھای تر دامان

من ماندم و شعلہ ھای آغوشی [۳۴]

ترجمہ:

میرے گیسوؤں پر ستاروں کی بارش ہوتی

خاموشی کے ننھے پودوں کی شاخوں سے

(اور) تردامنی کے سبز بچھونے پر

میرے ساتھ ہم آغوشی کے شعلے ہوتے [۳۵]

پر تو روہیلہ نے بحیثیت عورت فَروغ فرخ زاد کے جذبات و احساسات کو بخوبی اُردو زبان میں منتقل کیا۔ عورت میں بے وفائی کے حوالے سے جذبۂ انتقام پایا جاتا ہے وُہ محبوب کے لیے بچھ بھی جاتی ہے مگر جب وفا کا بدلہ وفا کی صُورت میں نہ ملے تو وُہ مُجسّم انتقام بَن جاتی ہے۔ انتقام لینے کے لیے وُہ کیا کر سکتی ہے اسے اِس نظم پارے میں دیکھا جا سکتا ہے، اِس نظم کا نام ہے "دَر برابر خُدا" اُردو زبان میں نظم کا عُنوان ہے "خُدا کے رُوبرُو"۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

یک شب زلوح خاطر من بزدای

تصویر عشق و نقش فریبش را

خواھم بہ انتقام جفاکاری

در عشقش تازہ فتح رقیش را[36]

ترجمہ:

ایک رات تو میری دِل کی تختی سے

عشق کی تصویر اور محبوب کے پُر فریب نُقُوش مِٹادے

مَیں بخُدا محبوب کے جفا کے انتقام کے لیے یہ چاہتی ہُوں

ایک نئے عشق سے اس کے دُشمن کو رِجھالوں[37]

پر تو رہیلہ عورت کے جذبات کو بخوبی اُردُو زبان کے قالب میں ڈھالتے نظر آتے ہیں۔ پر تو رہیلہ نے ترجمہ کرتے ہُوئے بعض مقامات پر ایسے الفاظ کا اضافہ کیا جو فارسی متن میں موجود نہیں ہیں۔ ان کے لیے انھوں نے قوسین کا استعمال کیا ہے۔ ان الفاظ سے ترجمے کے معنٰی و مفہوم مکمّل اور واضح ہو جاتے ہیں۔ اِس حوالے سے نظم ''اسیر'' کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جس کا اُردُو زبان میں بھی عُنوان ''اسیر'' ہے اس نظم پارے میں فرُوغ فرخ زاد کی آزادی کی خواہش بھی نظر آتی ہے۔

در این فکرم من و دانم کہ ھرگز

مرا یارای رفتن زین قفس نیست

اگر ھم مرد زندانبان

بخواھد

دگر از بھر پروازم نَفَس نیست[38]

ترجمہ:

یہ تو میری سوچ ہے، پر مَیں جانتی ہُوں

کہ اس قفس سے نکلنے کی مجھ میں ہمّت نہیں

اگرچہ حافظ مرد چاہے بھی (کہ مَیں اُڑ جاؤں)

تو مجھ میں اُڑنے کی طاقت نہیں ہے[39]

نظم ''افسانۂ تلخ'' سے ٹکڑا دیکھیے جس کا اُردُو زبان میں عُنوان ''ایک دَردناک کہانی'' ہے۔

بہ او جز از ھوس چیزی نگفتند

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

در او جز جلوہ طاہر ندیدند

بہ ہر جا رفت در گوشش سرودند

کہ زن را بہر عشرت آفریدند"[۲۰]

ترجمہ:

بجز ہوس کے اس سے اور کوئی سروکار نہ رکھا

اس میں سوائے جلوۂ ظاہر کے انھوں نے اور کچھ نہ دیکھا

وُہ جس جگہ بھی گئی اس نے یہی سُنا

کہ عورت کو خُدا نے (مرد کے) تعیش کے لیے پیدا کیا ہے"[۲۱]

پرتو روہیلہ کی فارسی دانی شک و شبے سے بالاتر ہے۔ غالبؒ کے فارسی مکتوبات کے اُردو زبان میں تراجم اور فارسی زبان سے اُردو زبان میں دیگر تراجم سے ان کی رغبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس طرح غالبؒ کے فارسی مکتوبات کو اُردو زبان کے قالب میں ڈھالنا ایک مشکل اور دُشوار گزار کام تھا اِسی طرح فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کو بھی اُردو زبان کے قالب میں ڈھالنا مشکل ہے کیوں کہ فرُوغ فرخ زاد باغی، منفرد عورت اور ایک غیر رِوایتی شاعرہ کے طور سے فارسی ادب میں جانی جاتی ہے اس کی سوچ عام سوچ سے مختلف ہے جس تک پہُنچنا، سمجھنا اور پھر اُردو زبان و ادب کے قاری کے سامنے اس طرح پیش کرنا کہ وُہ بھی فرُوغ فرخ زاد کی شاعری کے موضُوعات اور اُسلُوب سے اسی طرح لُطف اندوز ہو جس طرح فارسی زبان جاننے والے لُطف اندوز ہوتے ہیں، پرتو روہیلہ کا کارنامہ ہے۔

جہاں تک عُنوانات کو اُردو میں منتقل کرنے کا معاملہ ہے اس میں تین طریق سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے وُہ عنوانات ہیں جن کا اُردو زبان میں بھی وُہی استعمال ہے جو فارسی زبان میں ہے۔ اس لیے ان عُنوانات کو اُردو زبان کے ترجمے میں بھی برقرار رکھا گیا ہے۔ ذیل میں ایسے عُنوانات اور اُردو زبان کے ترجمے کو بالمقابل پیش کیا جاتا ہے۔

فارسی زبان میں عُنوان	اُردو زبان کے ترجمہ میں عُنوان
عصیان	عصیان
اسیر	اسیر
وداع	وداع
آرزُو	آرزُو
اعتراف	اعتراف
موج	موج
گم شُدہ	گم شُدہ
ظلمت	ظلمت
گرہ	گرہ
جُنُون	جُنُون
دریافت	دریافت
تنہائی ماہ	تنہائی ماہ
وصل	وصل
بوسہ	بوسہ

ھر جائی شرابِ وخُون گم گشتہ	ھر جائی شرابِ وخُون گم گشتہ

اب وُہ عُنوانات ہیں جنھیَں فارسی زبان سے اُردُوزبان میں ترجَمہ کِیا گیا۔ ایسے عُنوانات بھی ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

فارسی زبان میں عُنوان	اُردُوزبان کے ترَجَمہ میں عُنوان
باکدام است	وُہ کِس کے ساتھ ہے؟
اے ستارہ ھا	اے ستارو
افسانۂ تلخ	ایک دردناک کہانی
دیوِ شب	رات کا دیو
دربرابرِ خُدا	خُدا کے رُبرُو
اندوہ پرست	غم پسند
دنیای سایہ ھا	سایوں کی دُنیا
قصہ ای در شب	ایک حکایت رات کی
شعری برائے تُو	کچھ اشعار تیرے لیے
بلورویا	شیشۂ خواب
تولدی دیگر	دُوسرا جنم
وھمِ سبز	سبز وہم
آیہ ھای زمینی	آیاتِ زمینی
تُو آفتاب می شود	تُو آفتاب بَن کے چھا گیا
مرداب بعدھا	بعد مرنے کے دلدل

ایسے عُنوانات بھی ہیں جو ترَجَمہ نہیں ہیں بل کہ بدل دیے گئے ہیں ان عُنونات میں درج ذیل عُنوانات شامل ہیں:

فارسی زبان میں عُنوان	اُردُوزبان کے ترَجَمہ میں عُنوان
از راھی دور	آخری فیصلہ
عاشقانہ	عِشق
شوق	سفر کی سوغات

عنوانات میں ھر جائی عُنوان کو فارسی رسم الخط میں ہی اُردُوزبان میں لکھا ہے حال آں کہ "ھر جائی" کو اُردُو میں "ہر جائی" لکھا جانا چاہیے۔ فارسی عُنوان میں "اے ستارہ ھا" میں "اے" اردو املا میں لکھا ہے یہ بھی "ای" ہونا چاہیے تھا۔ یہ بہُت چھوٹی اغلاط ہیں تاہم موجود ہیں۔ پر تو روہیلہ نے قاری کی آسانی اور تقابُل کے لیے ایک صفحے پر فارسی متن اور دُوسرے پر اُردُوزبان میں ترَجَمہ دے دیا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

Vol.5 No.4 2021

پرتوروہیلہ نے فَرُوغؔ فرخ زاد کے تَراجِم کے ذریعے اُردُو ادب کے قارِئین پر یہ احسان کیاہے کہ فَرُوغؔ فرخ زاد کو اُردُو زبان میں بھی پڑھنا ممکن ہُوا۔ جہاں تک ترجمے کا سُوال ہے تَرجَمَہ کبھی بھی حقیقی متن کی شکل اختیار نہیں کر سکتا اور شاعری کا تَرجَمَہ تو ہے ہی دُور از کار۔ ان سب باتوں کے باوُجود پرتوروہیلہ ایک مُترَجِم ہونے کا حق ادا کرتے ہُوئے فَرُوغؔ فرخ زاد کی شاعری کا ایسا تَرجَمَہ کر گئے ہیں جو انھیں فارسی زبان سے اُردُو زبان میں تَرجَمَہ کرنے والوں کی فہرست میں نمایاں مُترَجِمین میں شامل کرنے کے لیے کافی ہے۔

کتاب کے پس وَرَق پر علّامہ ضیاء حُسین ضیاء کی رائے قابلِ تَوَجُّہ ہے، وُہ لکھتے ہیں:

”تَرجَمَہ کاری میں خُصُوصًا فارسی زبان کی حلاوتوں اور شیرینیوں کو اُردُو زبان میں سمونے کی ان کی قابلیت اور صلاحیت غیر معمولی، مافَوقُ العادَت اور زرنِگار ہے۔ فَرُوغؔ فرخ زاد ایران کی رِوایت شکن، لہجہ تراش، طرح ساز اور رسم نواز شاعرہ ہیں۔ ان کی شاعری کا ایک زمانہ دِل خواہ ہے۔ ان کی شاعری کو اُردُو خواں طبقات میں جُنُون کی حد تک پسند کیا جاتا ہے۔ جناب پرتوروہیلہ کا فَرُوغؔ فرخ زاد کے چاہنے والوں پر احسان ہے کہ انھوں نے فَرُوغؔ فرخ زاد کی فارسی شاعری کے پانچ مجموعوں کو اُردُو میں تَرجَمَہ و انتِخاب کیا ہے۔ پرتوروہیلہ صاحِب کی فارسی دانی اور شعری تفہیمات میں ان کی دراکی نے اس انتخاب و تَرجَمَہ کو خاصے کی چیز بَنا دیا ہے۔“[۴۲]

اس کتاب کی خاص خُوبی یہ بھی ہے کہ پرتوروہیلہ نے فَرُوغؔ فرخ زاد کی نظموں کو ان کے شعری مجموعوں کے اعتبار سے ترتیب دیا اور تَرجَمَہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ فارسی متن کے بالمقابل اُردُو زبان کا تَرجَمَہ دیا ہے جو ایمان دار مُترَجِم ہونے کا ثُبُوت ہے۔ اس سے قاری کو فارسی متن دیکھنے کا موقع مِلتا ہے اور تَقابُل بھی باآسانی کِیا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ پرتوروہیلہ پیش لفظ، ”فَرُوغؔ فرخ زاد کی نظمیں۔ فیصل آباد: زرنِگار بُک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۶ء، ص

۲۔ ایضًا

۳۔ فَرُوغؔ فرخ زاد کی نظمیں، ص۱۶

۴۔ ایضًا، ص۲۳۸

۵۔ ایضًا، ص۲۳۹

۶۔ ایضًا، ص۲۲

۷۔ ایضًا، ص۲۳

۸۔ ایضًا، ص۸۷

۹۔ ایضًا، ص۹۷

۱۰۔ ایضًا، ص۲۴

۱۱۔ ایضًا، ص۲۵

۱۲۔ ایضًا، ص۳۰۶

۱۳۔ ایضًا، ص۲۰۷

۱۴۔ ایضًا، ص۲۱۰

۱۵۔ ایضًا، ص۲۱۱

۱۶۔ ایضًا، ص۹۰

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

۱۷۔ ایضًا، ص ۹۱

۱۸۔ ایضًا، ص ۲۳۶

۱۹۔ ایضًا، ص ۲۳۷

۲۰۔ ایضًا، ص ۲۴۸

۲۱۔ ایضًا، ص ۲۴۹

۲۲۔ ایضًا، ص ۲۲

۲۳۔ ایضًا، ص ۲۳

۲۴۔ ایضًا، ص ۲۲

۲۵۔ ایضًا، ص ۲۳

۲۶۔ ایضًا، ص ۲۴

۲۷۔ ایضًا، ص ۲۵

۲۸۔ ایضًا، ص ۱۶۸

۲۹۔ ایضًا، ص ۱۶۹

۳۰۔ ایضًا، ص ۱۴۸

۳۱۔ ایضًا، ص ۱۴۹

۳۲۔ ایضًا، ص ۱۰۶

۳۳۔ ایضًا، ص ۱۰۷

۳۴۔ ایضًا، ص ۱۰۸

۳۵۔ ایضًا، ص ۱۰۹

۳۶۔ ایضًا، ص ۷۰

۳۷۔ ایضًا، ص ۷۱

۳۸۔ ایضًا، ص ۶۴

۳۹۔ ایضًا، ص ۶۵

۴۰۔ ایضًا، ص ۴۴

۴۱۔ ایضًا، ص ۴۵

۴۲۔ ضیاء حُسین ضیاء، پس وَرَق، ''فَرُوغ فرخ زاد کی نظمیں''، (مُتَرجِم) پرتو روہیلہ۔ فیصل آباد: زر نگار بُک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۶ء